بحث و نظر

اسلامی بنک کاری: سہ طرفہ شراکت کا تصور

سید عبدالرحمٰن الکاف

اشارات (مئی ۹۷)، اسلامی بنک کاری: اکیسویں صدی کا چیلنج (جولائی ۹۷)، غیر سودی بنک کاری اور سودی بنک کاری میں تعاون (اگست ۹۷)، ان تینوں فکر افروز مضامین کو پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی توجہ زیادہ تر مفلوک الحال یا ترقی پذیر ممالک اور ان کے اقتصادی اور مالی احوال پر مرکوز ہے۔ بار بار ان پر بیرونی قرضوں کے منفی اثرات کا ذکر کرتے ہیں مگر آپ "ترقی یافتہ" سرمایہ دارانہ معیشتوں کا ذکر سرسری طور پر کرتے ہیں۔ اسلامی بنک کاری: اکیسویں صدی کا چیلنج (ص ۵۰، جولائی ۹۷) میں آپ نے امریکی قومی قرض ۴ کھرب امریکی ڈالر بتایا ہے۔ اب یہ تقریباً ۵ء۲ کھرب امریکی ڈالر ہے۔ آپ نے اس پر واجب الادا سود کی مقدار اور اس کے بھیانک حالیہ اور مستقبل کے اثرات کی طرف اشارہ نہیں کیا درآں حالیکہ امریکی معیشت، سرمایہ دارانہ معیشت کی معراج ہے۔

اگر ہمیں اسلام کے اقتصادی اور مالی نظام کی برتری، اسلامی اصولوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے تو ہم کو سود اور سودی لین دین کی وجہ سے سرمایہ دارانہ نظام کے اعلیٰ ترین نمونے کی ناکامیوں اور تباہ کاریوں کو واضح کرنا ہوگا اور پھر اسلام کی طرف دعوت اقدام و عمل دینا ہوگی۔ جاہلی سودی نظام کی ناکامی کی بہترین مثال خود امریکی اقتصادی اور مالی نظام ہے۔ ہمارا کام ہے کہ ہم اس کا گہرا مطالعہ کریں اور اس کی ناکامیوں اور تباہ کاریوں کو کھول کھول کر بتائیں۔

۳۱ اگست ۱۹۹۵ کو امریکی قومی قرض کی مقدار تقریباً ۵ کھرب ڈالر تھی اور اس پر روزانہ ایک ارب ڈالر اور سالانہ ۳۶۵ ارب ڈالر سود لاگو ہوا کرتا تھا۔ گذشتہ سال امریکی قومی قرض کی حد ۴ء۲ کھرب سے بڑھا کر ۵ء۲ کھرب صرف اس لیے کی گئی کہ سود ادا کرنے کی سابقہ حد میں گنجایش باقی نہیں تھی۔ یہ زیادتی بھی کشاں کشاں اپنی انتہا کو پہنچ رہی ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے دو مقالے انگریزی میں لکھے:

(1) U.S.A. and the unbearable burden of interest payment.

(2) International debt of U.S.A. — A question of creditibility.

اس کے ساتھ ساتھ دو مقالے عربی میں تازہ ترین معلومات پر مبنی لکھے جو ہفت روزہ "البلاغ" صنعا میں الحمدللہ شائع ہو چکے ہیں۔ یہ تمام مقالات جن میں ریڈینس دہلی (۲۳-۲۹ جون ۱۹۹۷) کا مقالہ زیر عنوان: Lessons on interest from wall street (ص ۱۵-۱۸) بھی شامل ہے، یہ ثابت کرتے ہیں کہ سود کی لعنت میں گھر کر اب خود امریکی، یورپین اور جاپانی اقتصادیات مکمل تباہی کے دہانوں پر پہنچ چکے ہیں۔ وال اسٹریٹ اور دیگر ممالک کے اسٹاک ایکسچینج میں جو آئے دن الٹ پلٹ اور اونچ نیچ ہو رہی ہے اور ابھی اگست میں وال اسٹریٹ اور خاص طور پر جنوب مشرقی ایشیا میں جو جنونی بحرانی کیفیت رونما ہو چکی ہے، وہ نتیجہ ہے براہ راست سودی کاروبار اور لین دین کا۔ دنیا ان بڑی بڑی اقتصادیات کی غیر یقینی صورت حال کے تحت ایک بڑے اور خطرناک مالی اور اقتصادی بحران کی طرف حرکت پذیر ہے۔

اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ روزانہ کے اقتصادی امور پر گہری بصیرت کے ساتھ تبصرہ کر کے یہ بتایا جائے کہ یہ بحران در بحران کی صورت حال جاہلی اقتصادی نظام اور خاص طور پر سودی لین دین کا انجام ہے۔ یہ جاہلی نظام پر براہ راست حملہ آور ہونے کا بہترین وسیلہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متبادل غیر سودی حل اور اسکیموں کو پیش کرنا اور ان کو قابل عمل بنانا اور عملاً نافذ بھی کرنا ازحد اہم ہے۔ اس طرح یہ منفی اور مثبت کام بیک وقت انجام دینے چاہییں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں روایتی بنک کاری، سودی قرضہ جات پر اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے باوجود اپنے قرضوں کی واپسی کی ہر طرح ضمانتیں طلب کرتی ہے اور واپسی قرض میں رائے مشورے کے ذریعے مدد بھی کرتی ہے، وہاں اسلامی بنک کاری کا فرض ہے کہ وہ قرض کاری credit extension کے اول سے آخر سارے مراحل کا بغائر نظر جائزہ لے اور اپنے امانت داروں (depositors) کے سرمایے اور خود بنک کے سرمایے کی زیادہ سے زیادہ حفاظت اور اضافے کی خاطر ایسے عملی اقدامات اختیار کرے کہ واپسی قرض کی نہ صرف مادی بلکہ غیر مادی ضمانت بھی پوری ہو جائے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی بنک کاری ایک سہ طرفہ عمل ہے اور روایتی بنک کاری کی طرح دو طرفہ عمل نہیں ہے۔ اسی حقیقت پر میں نے اپنی ان تجاویز میں زور دیا ہے جو میں نے اپنے کتابچہ: Organisation of the credit operations under the Islamic Banking System میں پیش کی ہیں۔ عموماً ہمارے مقالات محض کلام مکرر ہیں، عملی بنک کاری سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ہی صحیح نظری بنیاد (Ideological Basis) پیش کرتے ہیں۔ اس کا سبب ان مقالہ نگار حضرات کا یک طرفہ علم ہے۔ ان میں سے کوئی جدید نظری اقتصادیات سے واقف ہے تو اس کی دین میں مجتہدانہ نظر نہیں ہے۔ رہے علما کرام تو وہ جدید مسائل سے واقف نہیں ہیں۔ اس پر مستزاد یہ حضرات بنک کاری کا عملی تجربہ بھی نہیں رکھتے ہیں اور نہ ان کو امریکن اور یورپین بنک کاری کی موجودہ صورت حال کا علم ہے۔

آپ نے لکھا ہے: "اسلامی بنکوں میں قرضوں کے نادہندگان کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے کیونکہ یہ خیانت ہے اور اسلام کی نظر میں بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ عمومی طور پر بنکوں کی رقوم کے سلسلے میں کسی قسم کے غبن کو سماجی جرم قرار دیا جائے" (ترجمان القرآن، ص ۵۶، جولائی ۹۷)۔

یہ بات بنک کے کارندوں اور قرض داروں کے اجتماع میں بطور وعظ تو مناسب ہے مگر عالم مال و اقتصاد میں وہ درج ذیل ٹھوس اقدامات کی طالب ہے:

۱۔ بنک میں ایک ایسا قابل اعتماد ادارۂ قرض کاری اور معلومات قائم کیا جائے جو ایک طرف تو ساری قرض طلبی کی اسکیموں کے مالی، اقتصادی اور ادارتی پہلوؤں پر غور و فکر کر سکے اور دوسری طرف طالبان قرض کے شخصی، خاندانی، مالی اور مادی حیثیتوں اور ان کے پچھلے ریکارڈ پر صحیح صحیح معلومات خود ان سے اور دوسرے ذرائع سے مہیا کر کے ان کے مستحق قرض اور نامستحق قرض ہونے کا فیصلہ کر سکے۔ اس کے علاوہ ان کو زرکاری کی سرگرمیوں (investment activities) اور ان کے مختلف مراحل اور تقاضوں اور مختلف اختیاراتی امور options پر پورا عبور حاصل ہونا چاہیے تاکہ وہ بنک کی عام مالی صورت حال اور اس کی نقدی حالت (liquidity position) کا خاص طور پر خیال کر کے قرضوں کو منظور کریں یا نامنظور کریں۔

اس کے علاوہ اس ادارے میں کام کرنے والوں کو ملک کی عام مالی اور اقتصادی صورت حال سے واقف ہونا اور ملکی اقتصاد کے بعض حصوں (sectors) پر گہری نظر رکھنا ازحد ضروری ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر ان کو اس سہ طرفہ زرکاری میں، ہر شریک کے حصے فیصدی (٪) کے انداز میں طے کرنے اور ان پر سارے ہی مراحل میں نظر رکھنے اور ہر حالت کے لحاظ سے نئے نئے کنٹرول کے ڈھنگ سوچنے اور ان پر عمل پیرا ہونے اور عمل پیرا کرنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ان حضرات کو ہر معنی اور مفہوم میں مدیر قرض کاری (credit manager) ہونا چاہیے۔

اسلام پسند چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ حضرات کا کام ہے کہ وہ نہ صرف بنک کے اندرونی حسابات کی جانچ پڑتال کے اصول اور ضوابط ایجاد کریں اور ان کو عملاً برتیں اور ان کو آہستہ آہستہ زیادہ سے زیادہ مفید بنائیں بلکہ ان کو بنک اور طالبان قرض کے درمیان ہونے والے حسابی مسائل کے حل بھی دریافت کرنے چاہییں۔ اگر ہم شراکت کے تصور کے عملاً کامیاب ہونے کے واقعی متمنی ہیں۔ تو یہ کام ناگزیر ہیں۔ ان کی ضرورت شدت سے اس لیے محسوس نہیں کی جا رہی ہے کہ درحقیقت موجودہ اسلامی بنک، روایتی بنک کی طرح اور ان ہی کے طرز پر قرض کاری کر رہے ہیں۔ اگر سہ طرفہ شراکت کا تصور، جیسا کہ میں نے اپنے کتابچے میں واضح کیا ہے، عمل کی دنیا میں جگہ پائے تو ان دونوں کی ضرورت شدت سے محسوس کی جائے گی۔